## دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود کے خاندان کے لوگوں کی

۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول کے خاندان کے لوگ خدا کے فضل و کرم سے اچھے ہیں۔

۳۔ قادیان میں چار پانچ روز سے ٹھیکری پہرا شروع ہو گیا۔

۴۔ حضرت کے قائم کردہ نئے دفتروں نے یعنی دفتر ناظر اعلیٰ دفتر امور عامہ دفتر تعلیم و تربیت محکمہ قضا و افتا خدا کے فضل و کرم سے اپنا اپنا کام باقاعدہ طور سے شروع کر دیا ہے۔

۵۔ معلوم ہوا ہے کہ اس دفعہ سالانہ جلسہ کے سکرٹری جناب مولینا مولوی سید سرور شاہ صاحب ہونگے۔

۶۔ کالجوں اور مدرسوں کے طلباء امتحان میں شریک ہونیوالے ہیں احباب احمدی طلباء کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔



### درخواست دعا

برادرم نعمت اللہ صاحب گوہر عرصہ ایک مدت سے ابتلاؤں میں سے گزرے ہیں ان کے مقدمہ کے فیصلے کے لئے ۲ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء مقرر ہوئی ہے احباب سے وہ دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں امید ہے کہ احباب ان کے لئے خاص طور پر دعا فرماوینگے۔

### نکاح

میاں جی غلام نبی خان مدرس مدرسہ بنگہ کی شادی نعمت خان مرحوم کی بیوہ سے ۲۴ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء کو بعد نماز عصر دو سو روپیہ مہر پر ہوئی ہے وہ احباب سے اس رشتہ کے مبارک ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے آمین۔

**ایڈیٹر صاحب الحکم** ۔ ایڈیٹر صاحب الحکم حضرت کے ارشاد کے ماتحت پہلے جموں اور پھر پٹیالہ تشریف لے گئے ہیں اور یہ نمبر ان کی غیر حاضری میں ہی نکالا گیا ہے۔

الوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر پبلشر شایع ہو

# قرب الٰہی کا ایک ذریعہ

## دل بایار دست در کار

میں اپنی فطرت میں ہمیشہ یہ تڑپ محسوس کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے کلمات و مکتوبات کو جہاں سے ملیں حاصل کروں اور احباب تک پہونچاؤں جماعت میں ایک متعد زندگی اور عرفان کی چاشنی ان امور سے پیدا ہوتی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ پرائیویٹ خطوط ایک خاکہ ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی اندرونی کیفیات اور قلبی تحریکات کا جس سے ان کی زندگی اور سیرۃ پر ایک مفید روشنی پڑتی ہے۔ مجھے اتفاق سے پٹیالہ جانا پڑا اور ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء کو مکرمی اخویم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سے اثنائے گفتگو میں بعض مکتوبات کا علم ہوا جن میں سے ایک ذیل میں درج کرتا ہوں تا کہ الحکم جس طرح پر اپنے محسن و آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے کلمات طیبات اور مکتوبات اور دیگر واقعات سلسلہ کا امین ہے حضرت خلیفہ ثانی کے عہد خلافت کی تاریخ کا ایک امین ہی نہ ہو بلکہ آپ کے کلمات اور مکتوبات وغیرہ بھی اس میں جمع رہیں اس لئے میں احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ جس کسی کے پاس حضرت محمود کا کوئی خط بھی ہو وہ از راہ کرم مجھے اصل بھیجدیں یا اس کی نقل اس کی پرواہ نہ کریں کہ اس میں ذاتی امور ہیں یا کوئی خاص بات ان کے خیال میں نہیں یہ انکا کام نہیں بلکہ میرا کام ہے کہ میں اس میں سے مطلب کی بات پیدا کرلوں۔ مجھے یقین ہے کہ احباب میری اس التماس پر توجہ فرمائیں گے ؛

ایڈیٹر (از پٹیالہ)

# ڈاکٹر حشمت اللہ خان کے نام

## ایک خط

مکرمی ڈاکٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور اس کی محبت سے روانہ ہوں۔ ظاہری دوری گو حقیقی دوری نہیں۔ مگر پھر بھی بہت برا دخل رکھتی ہے پٹیالہ کا واقعہ ہے عبد الحکیم مرتد ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود ع نے تحریر فرمایا اس کا باعث قادیان کا نہ آنا ہے۔

اور یہ کہ جو لوگ یہاں نہیں آتے ہیں ڈرتا ہوں ان کے ایمان ضائع نہ ہو جائیں۔ پس گو قادیان کا آنا ابتلاؤں کا موجب ہو سکتا ہے۔ مگر نہ آنا اس سے بڑھ کر۔ دوری کوئی بھی اچھی نہیں دعا انشاء اللہ آپکے لئے بہت کرونگا۔ اور اللہ تعالیٰ سے خاص امید رکھتا ہوں کہ وہ **خاص طور پر قبولیت کے آثار دکھائیگا**۔ خدا تعالیٰ نکتہ نواز ہے اسے ایک نکتہ خوش اور ایک نکتہ ناراض کر دیتا ہے ہاں رحمتی وسعت کل شئے ضرور حق ہے۔

دن لمحوں میں گزر جاتے ہیں اور سال منٹوں میں اور باقی وہی رہتا ہے جو خدا کے لئے کیا جاتا ہے۔ کہ دل بایار اور دست در کار ایک ایسا حق ہے جس کا کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا ہاں ساتھ یہ بھی محسوس ہو کہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے اگر وہ اپنے **قرب کا موقعہ دے** یہ قرب کا ایک اعلیٰ گر ہے جو کبھی خطا نہیں کرتا۔ صرف وظیفہ پڑھنے والا قرب حاصل نہیں کرتا۔ رسول کریمؐ کے وقت کو دیکھیں تو کچھ پڑھانے میں کچھ کمانے میں۔ کچھ فیصلہ مقدمات میں۔ کچھ سیاست میں۔ کچھ بیاہ گھر میں کچھ دوستوں میں کچھ ملاقاتوں میں کچھ خدمت غربا کچھ بچوں سے کھیلنے میں خرچ ہوتا ہے۔ ملازمت میں کچھ گھر کے کام کاج میں خرچ ہو جاتا تھا۔ **دل بایار تھا** کون وظیفہ خوار اور صوفی کو لازم ہے مگر خدا آپ کا مقابلہ کر سکتا ہے آپ نے فرمایا

# ضرورت جب ہو خدا کا نبی آنا چاہئیے

(گذشتہ سے پیوستہ)

جیسا کہ وہ ایسی حالت میں پہلوں کیلئے نبی مبعوث کرتا رہا ہے کوئی وجہ نہیں کہ پہلوں کے لئے اگر ذرا ترازو میں پاسنگ برابر کمی کے باعث اور ناپوں میں ایک سرمو نقص کی وجہ سے نبی آجاتے تھے تو آج جبکہ کھڑے کھیتوں کو صاف کر کے ڈکار نہ لینے والے... اور انجوں کی جگہ گز اور گزوں کی جگہ تھانوں کے تھان ہی ہڑپ کر جانے والے موجود ہیں۔ تو ان کی گوشمالی کے لئے ان کی اصلاح کے لئے ان کی تادیب و تربیت کے لئے نبی مبعوث نہ کرے۔

منکرین انبیا کہہ سکتے ہیں کہ ہم مان لیتے کہ اب نبی کی ضرورت نہیں اگر دنیا عذابوں میں مبتلا نہ کی جاتی۔ ہمیں ضرورت نہیں تھی کہ ہم پہلے نبیوں کے متعلق ایمان و عدم ایمان کا سوال اٹھاتے اگر ہم امن کی زندگی گذارتے لیکن کہا تو یہ جاتا ہے کہ رسول جو ہماری غلطیوں پر ہمیں متنبہ کرے اس کے آنے کی ضرورت نہیں لیکن عذابوں کی کالی آندھیاں۔ اور صاعقہ عاد و ثمود کے کڑاکے اور فنا کر دینے والے امراض اور گوناگوں مصائب ہمارے سر پر منڈلا رہے ہیں اور ہمیں فنا کر رہے ہیں۔ خدا کی طاقتور سلطنت تو بڑی بات ہے۔ دنیا کی کمزور سلطنتیں کا یہ اصول ہے کہ پہلے ایک قانون جاری کر دیتی ہیں۔ اور بتا دیتی ہیں۔ کہ جو شخص خلاف قانون بات کریگا وہ اس قانون کی زد میں آئیگا۔ پس جو اس قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ پکڑا جاتا ہے۔ لیکن خدا کے متعلق روا رکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے منشار سے تو علم نہیں دیتا۔ لیکن دنیا کی گردن پکڑنے کے لئے اس کے عذاب۔ دنیا زبان حال سے پکار رہی ہے کہ کوئی خدا کی روح اور الٰہی نطق پاکر کھڑا ہو اور خدا کی باتیں خدا کے بندوں کو سنائے۔ دنیا کے وہ لوگ جو دنیا کی اس حالت کو دیکھتے ہیں مگر بصیرت نہیں رکھتے اس حالت کو محسوس کرتے ہیں اور اپنی سی کئے جاتے ہیں مگر آپ جانتے ہیں کہ جب مرض کا صحیح علاج نہ ہو تو مرض کا دفعیہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ مرض کے دور ہونے کی ایک ہی صورت ہے کہ علاج درست ہو۔

یہ مسلم حقیقت ہے کہ دنیا میں کوئی مرض نہیں جس کی خدا نے دوا پیدا نہ کی ہو یہ نہیں ہو سکتا کہ مرض کا وجود تو ہو۔ مگر دوا کا وجود مفقود ہو جب آنکھیں پیدا کی ہیں۔ تو ان کے لئے روشنی کو بھی خالق کل شیٔ نے خلق فرمایا۔ نہ صرف روشنی بلکہ وہ چیزیں بھی پیدا کی ہیں جن کو آنکھیں روشنی پاکر دیکھیں۔ انسان میں بھوک کو پیدا کیا مگر حکیم خدا نے صرف بھوک پیدا فرما کر ہی انسان کو نہیں چھوڑ دیا۔ بلکہ وہ چیزیں بھی پیدا کیں جو گرسنگی کا علاج ہیں جبکہ تمام بدیاں۔ تمام شرارتیں۔ تمام بداخلاقیاں۔ تمام بدراہیاں تمام بدعنوانیاں۔ تمام ناہمواریاں آج دنیا میں نظر آتی ہیں اور بکثرت نظر آتی ہیں اور بدخوف تردید یہاں تک کہا جا سکتا ہے کہ پہلا کوئی زمانہ موجودہ عہد کے قبائح کی نظیر نہیں پیش کر سکتا تو ہو نہیں سکتا کہ خدا ان اسقام و آلام کا علاج نہ بھیجے۔

اللہ تعالیٰ پر اعتراض آتا ہے اگر وہ اب رسول نہ بھیجے۔ اور یہ ایسا اعتراض ہے جس کی اہمیت کو خدا تعالیٰ نے خود سمجھکر پہلے ہی اس کا جواب دیدیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ولولا ان تصیبھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع اٰیٰتک ونکون من المؤمنین ط (سورۃ القصص ع۵)

کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اپنے اعمال کے باعث گرفتار عذاب ہونے پر وہ کہدیتے کہ اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ ہماری تنبیہ کے لئے رسول مبعوث فرمایا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور مومن بن جاتے مطلب یہ ہے کہ عذاب کا باعث ان کے اعمال ہوتے ہیں لیکن باوجود ان کے مستحق عذاب ہونیکے ان پر بلا اطلاع عذاب بھیج دیا جاتا تو وہ یہی کہتے کہ خدایا تو نے ہمیں اپنے منشاء سے تو پتہ دیا ہی نہیں۔

پھر عذاب کیسا اور کیوں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان پر اتمام حجت کے لئے کہ وہ ایسا نہ کہہ سکیں جو دریں صورت کہہ سکتے ہیں انکی تنبیہ کے لئے رسول بھیجدیا مگر انہوں نے اس کا انکار کیا۔

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے:۔

ولو انا اهلكنٰهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولاً فنتبع آیاتک من قبل ان نذل ونخزیٰ (سورت انبیاء رکوع آخر) کہ اگر رسول بھیجنے کے قبل ان کو عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ کہتے کہ اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ ہمارے لئے رسول بھیجا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے قبل اس کے کہ عذاب سے ذلیل و رسوا ہوتے۔

غرض اللہ تعالےٰ نے کھول کر بتا دیا ہے کہ عذابوں کے قبل رسول کی بعثت ضروری اور لازمی ہے اور اگر رسول کے آنے کے قبل عذاب آتے تو اس سے خدا پر اعتراض پڑتا کہ اس نے بغیر متنبہ کئے کیوں عذاب بھیجا۔ لیکن جب رسول آگیا پھر کوئی اعتراض ذات باری پر نہیں ہو سکتا پس خدا کا نبی ہر زمانہ میں جب ضرورت ہو آنا چاہئے اور کوئی وجہ نہیں کہ سلسلہ بعثت انبیاء منقطع ہو جائے اور دنیا کی حالت قابل اصلاح ہو اگر رسولوں کی آمد کے سلسلہ کو منقطع تسلیم کیا جائے تو نہ پہلے رسولوں کی رسالت پر ایمان لایا جا سکتا ہے نہ خدا کے وجود پر کیونکہ اگر اب رسول نہ آئیں تو پہلے رسولوں کی رسالت اساطیر الاولین سے بڑھکر درجہ حاصل نہیں کر سکتی اور خدا پر یہ الزام آئیگا۔ کہ اس نے اپنی اس مخلوق کو جو زیادہ قابل اصلاح تھی مصلحین سے محروم رکھا جبکہ وہ پہلے تھوڑے تھوڑے نقصوں کے باعث بھی اپنی طرف سے مصلحین بھیجدیا کرتا تھا لیکن چونکہ یہ خیال محض باطل اور سراسر غلط ہے کہ اب رسول نہیں آسکتے اس لئے نہ پہلے رسولوں کی رسالت معرض شکوک میں ہے نہ ذات باری ہدف اعتراضات۔ کیونکہ ہمنے دیکھا کہ خدا نے اس زمانہ کی خرابیوں کے مقابلہ میں اتنا ہی بڑا نبی بھیجا جو تمام نبیوں کے حلوں میں ملبوس تھا اور اس بینات اور کثرت سے اس کو نشانات خاصہ عطا کئے گئے کہ اگر انکو ہزار نبی پر بھی تقسیم کیا جائے تو نہایت آسانی سے ان سب کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن بدقسمت لوگ پھر بھی اس نبی کے دعوے کو جھٹلاتے اور صداقت میں شک کرتے ہیں مبارک وہ جنہوں نے اس کو قبول کیا اور برکتیں ہوں انپر جنہوں نے اس کے پاک اصحاب کو پہچانا حضرت مسیح موعود کا قول ہے طوبیٰ لمن عرفنی او عرف من عرفنی۔ اور انپر افسوس جنہوں نے اس نور سے آنکھیں پھیریں اور ٹیڑھی راہ پر چل پڑے وہ یاد رکھیں کہ اس نبی کی راہ کو چھوڑنے پر ان کو سیدھی اور امن کی کوئی راہ دوسری نہیں مل سکتی۔ کیونکہ اب اس کی راہ خدا کی برگزیدہ اور مقرر کردہ راہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے۔؎

بعد از ہمہ ہر آنچہ پسندند ہیچ نیست
بدقسمت آنکہ در نظرش ہیچ محترم

---

امت محمدیہ میں مبعوث ہونے والے واحد نبی کے خدام والا مقام کا

ادنیٰ خادم

فقیر مہر محمد خان شہاب احمدی (مالیر کوٹلوی)، قادیان

---

# اسلم مرحوم

یشیخ غلام غوث اسلم مولوی عالم جو کہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء کو فوت ہو گئے ہیں وہ انجمن تبلیغ الاسلام کے ممبر تھے انجمن نے ایک ریزولیوشن اس امر کا پاس کیا کہ چونکہ مرحوم ہماری انجمن کا پرجوش ممبر تھا اس لئے مرحوم کی زندگی بیماری کے بعض حالات اخبار میں درج کر کے اس طرح سے مرحوم کی خدمات کا شکریہ ادا کیا جاوے۔

اور چونکہ مرحوم میرے چچا تھے اس لئے یہ کام میرے سپرد کیا گیا۔ کیونکہ مرحوم کی حالات زندگی سے میں زیادہ واقف تھا۔ اس مختصر سے تمہیدی نوٹ کے بعد میں مرحوم کی زندگی کے چند حالات درج کرتا ہوں۔

مرحوم نے چھوٹی عمر میں پانچویں جماعت پاس کر لی تھی ایک دفعہ اس کے بھائی یعنی جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے اس کو کہا کہ غلام غوث تم جب پانچویں پاس کر وگے تو میں تمکو قادیان لے چلونگا مرحوم نے جیسے ہی یہ بات سنی بہت خوش ہوا اور جیسے پانچویں پاس کی مدرسے جانا چھوڑ دیا اور کہا کہ بھائی صاحب مجکو کہہ گئے تھے کہ میں تمکو لیجاؤنگا۔ بس میں اگر پڑھونگا تو ان کے پاس ورنہ نہیں اس کے والد صاحب چاہتے تھے کہ کم از کم مڈل پاس کرلے۔

اس غرض کے لئے مرحوم ... کے والدین نے سختی کی اور مرحوم اگرچہ دل سے نہ چاہتا تھا مگر والد صاحب کے سخت حکم کی وجہ کو مدرسہ نوان شہر میں چھٹی جماعت میں داخل ہو گیا۔ مگر وہ ایک دن بھی مدرسہ خوشی کے ساتھ نہ گیا اور نہ دل لگا کر پڑھا۔ آخر اس نے قادیان خط لکھا اور مجکو بھیج کر اس کو بلا لیا گیا۔

## اسلم مذہبی مجلس میں

ابھی اس نے پرائمری بھی پاس کی تھی کہ وہ ایک شیعہ صاحب کے پاس جو ہمیشہ مذہبی باتیں کرتا جا کر بیٹھا کرتا اور اس کی باتوں سے لگاؤ ظاہر کرتا۔ حالانکہ یہ عمر ایسی تھی کے ایک بچہ کو ابھی اس بات کا بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ کس طرح سے ایک مجلس میں بیٹھے اور بڑے چھوٹے سے بات کرنے کی کیا تمیز ہے۔ یہی صحبت آخر کار اس کی اصلاح کا باعث ہوئی۔



## اسلم مدرسہ احمدیہ میں

قادیان آکر جب اس کو یہ بتایا گیا کہ تم کونسی تعلیم کو پسند کرتے ہو آیا انگریزی یا عربی۔ ادہر وہ غیر معمولی طور پر فہیم بھی تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ بھائی بھی عربی کو پسند کرتا ہے تو فوراً کہدیا کہ میں عربی کو پسند کرتا ہوں۔

اسی وقت اس کو مدرسہ احمدیہ میں داخل کر دیا گیا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اس وقت افسر مدرسہ تھے آپ ہمیشہ اس کی تعلیم کی طرف خیال رکھتے اور تعریف فرماتے مرحوم اپنی جماعت میں ہونہار رہا ہے اور بہت جلد مدرسہ احمدیہ کی جماعت سوم میں چلا گیا۔

ادہر اس نے چند ماہ تیسری جماعت میں گزارے ادہر قدرت نے اس کو اپنے مدرسہ میں سبق دینے کے لئے قادیان سے چلے جانے کی ترغیب دی۔ والد صاحب قبلہ بمبئی میں تھے مرحوم مدرسہ چھوڑ کر گھر چلا گیا۔ قادیان میں اس عرصہ میں اس شیعہ صاحب کی مجلس سے جو کچھ سیکھا تھا اس کے خلاف خوب مصالح جمع کر لیا

## قادیان سے واپس

یہاں سے جا کر ہر وقت اس شیعہ صاحب سے گفتگو ہونے لگی۔ وہ صاحب مولوی تصدق حسین شاہ پوری کے اخلاص مندوں میں سے تھا۔ اس نے مولوی صاحب کو خبر دی کہ اس طرح سے ایک چڑیا دام میں آتی ہے پھنسالو۔ مولوی صاحب نے بڑی شفقت سے بلا لیا اور کہا تم میرے پاس رہو آپ کے سب اخراجات میں دونگا اور کام سوائے پڑھنے کے کچھ نہ ہوگا مرحوم ایک ماہ تک مولوی صاحب کے کتب خانہ کو دیکھتا رہا۔ مگر مرحوم کی تسلی

نہ ہوئی بعض اعتراضات ہر وقت کھٹکتے رہتے تھے ان کو پوشیدہ رکھتا

### مرحوم درزی کا کام سیکھتا ہے

اس عرصہ میں اسلم کو یہ سمجھکر اب یہ تعلیم کیا حاصل کرے گا۔ ایک درزی کے پاس بٹھایا گیا خدا کی قدرت درزی بھی شیعہ تھا۔ ادہر اس سے کام سیکھتا ادہر اس سے مذہبی گفتگو کرتا جب اس کو جواب نہ آتا تو وہ رنجیدہ ہو کر اسلم کو کام سکھانے سے انکار کرتا۔ ادہر اس نے دیکھا کہ انکی زندگی کوئی پاک زندگی نہیں فوراً اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس سے علیحدہ ہو گیا۔ والدین اور ناراض ہوئے اور سختی کی کیونکہ تعلیم چھوڑ دی اب یہ حرفہ بھی نہ سیکھا۔

### اسلم بٹھے کا منشی

اسلم کے ہم عمر اور بڑے سب اس کی عزت کرتے تھے اسی لئے وہ جلد ایک بھٹہ پر منشی کے کام پر نوکر مقرر ہو گیا۔ لیکن مرحوم نے اس کام کو بھی پسند نہ کیا۔ پورا ایک مہینہ کام کرکے بغیر تنخواہ وہاں سے چلدیا۔ یہ امر اور بھی والدین کے ناراضگی کا باعث ہوا کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ اپنی زندگی کو تباہ کر رہا ہے۔

### اسلم تجارت کرتا ہے

اسلم کو اب پھر ایک دفعہ کام کا موقعہ دیا گیا اور اس کو ایک عزیز کے ساتھ تجارت کے لئے شامل کر دیا گیا۔ مرحوم کو اس عرصہ میں ایکدم قادیان کی مجلسیں یاد آئیں فوراً حالت بدل گئی تجارت بھول گئی۔ دوکان بند ادہر ادہر پھرنا شروع کر دیا ساتھی کو جب معلوم ہوا اس نے ایسی سزا دی کہ مرحوم کو سخت تکلیف ہوئی۔

### دوبارہ قادیان

جھٹ معذرت نامہ لکھ کر بھائی صاحب کو بھیج دیا۔ اور معافی مانگی۔ یہاں سے پھر اس کو کرایہ بھیج کر بلا لیا گیا۔

اب جبکہ مدرسہ میں اس کو بٹھا گئے وہی استاد جو تعریف کرتے تھے اب کہنے لگے کہ اس کو ذرا بھی ... نہیں ہے

اسلم کو سخت رنج ہوا۔ اور مدرسے جانا چھوڑ دیا استادوں کے دروازے پر پھر کر مولوی کی تیاری کی۔ اور مجھے بارہا کہا۔ کہ محمود احمد۔ میرے اس بھاگ جانے میں یہ مصلحت تھی کہ میں ہمیشہ کے لئے اپنے گھر سے متنفر ہو جاؤں شیعوں کے متعلق مجھ سے تمام سوال جو اس کے دل میں تھے حل کر والئے اور پھر دوسری دفعہ جا کر حضرت کی بیعت کر لی۔

مولوی کی بعض کتابیں خود پڑھیں اور ساری تیاری تین چار ماہ میں کی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے جو کہ اب مدرسہ کے افسر ہیں۔ نے اس سے وعدہ کیا کہ میں تمہارے لئے استادوں کا انتظام کر دونگا۔ مگر وہ آپ کے سفروں کی وجہ سے پیدا نہ ہوسکا۔ اور اسی وعدہ کی امید پر سال گذار دیا۔ سال کے آخیر میں خود ہاتھ پاؤں مارے حضرت سید قاضی امیر حسین صاحب نے وقت دیا۔ آپ سے بعض کتابیں ختم کیں اور جا کر امتحان دیدیا خدا کے فضل سے دوم ڈویژن میں پاس ہو گیا۔

باقی آئندہ (محمود احمد) قادیان۔



### ایک دھوکے باز ...

ایک شخص محمد الدین نابینا حضرت صاحب کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر روپیہ وصول کرنا چاہتا ہے جس پر ماسٹر عبدالرحیم صاحب کے دستخط بھی بنائے گئے ہیں۔ چنانچہ یہ بمبئی کی جماعت کے پاس بھی گیا ہے۔

اور اب حیدر آباد دکن میں بر مکان سید بشارت احمد صاحب چوک اسپاتی مقیم ہے۔ کیونکہ ایک کارڈ حیدر آباد دکن سے منشی سلطان احمد کاتب اخبار الحکم کے پاس بھی اسی مذکورہ تا خط کا ... ہے

# عبداللہ مہاجر رضی اللہ عنہ

یہ جو ہمارے مکرم معظم حافظ روشن علی صاحب ہیں ان کے وطن رنمل میں ایک صاحب پیر امام الدین نام احمدی تھے (فوت ہو چکے ہیں اللہم اغفرلہ) جو بڑے صالح آدمی تھے۔ وہ ہفتہ عشرہ کے بعد جب وزیرآباد جاتے تو رات ضرور ہمارے ہاں فروکش ہوتے۔ ان کے نیک ہونے نے میری مذہبی زندگی میں بہت تغیر کیا گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا۔ رات کے ڈیڑھ بجے ضرور بیدار ہوتے اور صبح کی اذان تک نماز تہجد میں مشغول رہتے۔ اور جب باتیں کرتے تو دارالامان قادیان کی حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح (اول) کی نسبت اس قدر واقفیت انہوں نے مجھے کرا دی۔ کہ میں جب قادیان آیا۔ تو اپنے آپ کو اجنبی نہ سمجھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو بہت بہت اجر دے۔ انہی پیر صاحب نے ایک بار مجھے تحریک کی۔ کہ آپ رنمل چلیں۔ میں ہر چند بیمار تھا اور اپنے حالات پر نظر کرتے ہوئے ظن غالب رکھتا تھا کہ میں دو کوس بھی سفر نہیں کر سکتا۔ مگر اس پر جوش مخلص بھائی نے گھوڑے پر سوار کر کے بارہ کوس سفر مجھ سے کرا لیا۔ اور میری خدمت تواضع کو حد تک پہنچا دیا۔ اسی کے قریب رجوعہ ایک موضع ہے (آہ رجوعہ کے مخلصین کی یاد نے بیکل کر دیا۔ یہ جماعت کبھی ہمارے ضلع میں ایک نمونہ سمجھی جاتی تھی اور حضرت مسیح موعود کی قوت قدسیہ کا بین ثبوت) وہاں کے احمدی دوست مجھے لے گئے اور چاہا کہ میں کچھ بیان کروں۔ میں تقریر کرنے کا عادی نہیں اس لئے میں نے عذر کیا۔ البتہ ان کے اصرار پر یہ کہا کہ جو کچھ مجھے آتا ہے میں گفتگو کے ذریعہ عرض کر دیتا ہوں۔ چنانچہ اس طرح پر کوئی اڑھائی گھنٹے کے قریب میں نے سلسلہ کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کئے۔ اس وعظ میں میرا بھائی عبداللہ مرحوم ساکن ہونگ (گجرات) بھی تھا۔ یہ جوش سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ بس اب میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ ضرور صبح قادیان چلا جاؤنگا۔ چنانچہ جب میں دارالامان۔ یہیں کا ہو رہنے کے ارادے سے آیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ عبداللہ یہاں موجود ہے۔ پہلے پہلے ایک دکان چمڑے کے بیوپار کی کھولی۔ لیکن جب اس میں کچھ دقتیں پیش آئیں۔ تو دودھ کی دکان کھول لی۔ یہ دکان خوب چلی اور وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آٹھ نو بجے کے قریب سیر کو تشریف لاتے۔ تو عبداللہ اپنے دودھ کی کڑاہی بازار میں ویسے کی ویسی چھوڑ کر بھاگ پڑتا اور حضور کے ساتھ سیر میں شامل ہو جاتا۔ ایک دن دیہاتی سے دودھ لے رہا تھا جو اسے معلوم ہوا کہ حضور باہر تشریف لائے۔ گڑوی جو ابھی آدھی پر ہوئی تھی ہاتھ سے رکھ دی اور دوڑ کر حضور کے رفقاء میں جا ملا۔ میں نے ایک بار کہا کہ دودھ وغیرہ سنبھال کر جایا کرو۔ کہنے لگا۔ مجھے تو اس وقت کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔ وہ عہد بھی کیا پیارا تھا۔ بعض احباب خود ہی دودھ ماپ کرتے جاتے اور پیسے صندوقچی میں ڈال دیتے یا بعد میں بتا دیتے کہ ہم اتنا دودھ لے گئے تھے۔ یہاں میں نے یہ قصہ بتانے کے لئے کہا کہ عبداللہ کو حضور سے نسبت عاشقانہ تھی اور وہ باوجود غریب محتاج ہونے کے دن رات ایسی خوشی میں بھولا نہ سماتا کہ میں دارالامان میں ہوں۔ اور خدام مسیح موعود سے ہوں۔ میرے ساتھ مرحوم کو بہت ہی محبت تھی وہ جب مجھے دیکھتا تو اس کے بشرے سے ظاہر ہوتا کہ خوشی کی ایک لہر ہے جو اس کے تمام جسم میں دوڑ گئی ہے۔ دودھ کی دکان خوب چل رہی تھی۔ جو عبداللہ بیمار ہو گیا۔ اور اس بیماری میں اسکے کاروبار میں کچھ ایسا اختلال آیا کہ پھر چل نہ سکا تاہم وہ ہمیشہ

خوش رہتا اور اسے اپنی محتاجی کا چنداں فکر نہ تھا۔ حضرت مسیح موعود سے ایک بار میرے سامنے مشرقی طرف پل کے پاس کھڑے ہو کر زمین کے لئے عرض کی۔ حضور نے فرمایا ہاں ہم دیدیں گے حضور کے اس وعدہ کو حضرت خلیفہ ثانی نے پورا کر دیا۔ اور اسی پل کے پاس جگہ دی۔ جہاں **عبد اللہ** نے اپنی ہمت مردانہ سے خود ہی اپنے ہاتھوں سے اپنا مکان بنایا۔ میں اس کے مکان پر گیا۔ تو وہاں اس کوٹھی کا ذکر آیا جو جناب مولوی محمد علی صاحب کے لئے انجمن کی طرف سے تیار کی گئی تھی اور غالباً وہاں سے نظر آ رہی تھی تو عبداللہ مرحوم نے مجھے کہا کوٹھی تو بہت اچھی ہے مگر مسیح موعود کے قدموں میں ایک جھونپڑا اس سے زیادہ دلکش ہے چنانچہ اسی وقت میں نے یہ شعر موزوں کیا ہے

بہت اچھی ہے وہ کوٹھی مگر اک بات رکھتا ہوں
حضور مہدئ آخر زماں میں جھونپڑا اچھا

پھر کچھ خانگی مشکلات کی وجہ سے مرحوم نے وہ مکان فروخت کر دیا اور باہر ایک زمین خریدی اور اس مکان کا بیشتر حصہ بھی خود اپنے ہاتھوں ہی سے بنایا۔ اگرچہ بعض لوگوں کے نزدیک پختہ عمارات کے سلسلہ میں ایک کچا مکان اچھا نہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر میرے نزدیک اس کی بڑی قدر تھی۔ ابتداءً مرحوم نماز پنجگانہ کے لئے مسجد مبارک میں ضرور آ جاتا تھا اور اس کا قول تھا کہ میری نماز تو اسی مسجد میں ہوتی ہے جہاں حضرت مسیح موعود نے برسوں نماز پڑھی یہ اس کی ذاتی بات تھی۔ اکثر کہا کرتا تھا کہ اپنا وطن چھوڑ کر پھر مسیح موعود کے دار کے قریب نہ رہنا مجھے گوارا نہیں اس لئے اسی کوشش میں تھا۔ کہ اپنا مکان اندرون شہر بنا لے لیکن مرحوم کثیر العیال تھا۔ اس لئے کچھ ملازمت بھی کر لی تھی۔ اپنی اولاد (لڑکیوں لڑکے) کو تعلیم دلائی۔ اور دلا رہا تھا۔ اس کی وفادار اور مخلص بیوی جو اپنے شوہر کے ساتھ ہی مہاجرہ تھی سات بچوں کی ماں۔ اکتوبر کے انفلوئنزا میں فوت ہو گئی جس سے بچوں کی غور پرداخت کا کام اتنا بڑھا کہ مرحوم کے لئے ناقابل برداشت ہو رہا تھا۔ اور بیماری اس پر مستزاد ایک مہینے کے قریب ہوا مجھے ملا اور کہا کہ نئے سر سے زندگی حاصل ہوئی دعا کریں کہ خدا کی رضا مندی کے کاموں میں خرچ ہو۔ لیکن اس کے بعد بیماری کا پھر حملہ ہوا۔ اور مرحوم مورخہ کو فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی وصیت اپنی جائداد کے ایک تہائی کے متعلق تھی جس سے ظاہر ہے کہ اگرچہ غریب تھا مگر دل کا غنی تھا اور خدا کی راہ میں ہر چیز کے ایثار کے لئے تیار۔ مرحوم لکھا پڑھا تھا اور اپنے اہل وطن کو اکثر تبلیغی خطوط لکھتا رہتا اور جس گاؤں کا رہنے والا تھا اس علاقہ کے لوگ بہت اجڈ اور سخت گیر ہیں مگر اس نے ان سب کا بڑی جوانمردی سے مقابلہ کیا اور کبھی تقیہ سے کام نہیں لیا۔ بلکہ ہمیشہ حضرت مرزا صاحب کے مسیح موعود اور سلسلہ احمدیہ کے حق ہونے کا اعلان کیا اور دلائل سے ان کو لاجواب کیا۔ انہیں کہا کرتا تھا کہ دلیلوں کے رو سے تو سب میرا مقابلہ کر لو البتہ اگر مار دھاڑ کرنی ہے تو پھر میرے مقابل ایک دو جوان آ جاؤ سب کا یکدم ٹوٹ پڑنا جوانمردی نہیں حق کا ایک رعب ہوتا ہے کوئی سامنا کر سکا مرحوم میں بہت سی خوبیاں تھیں مجھے اپنے ہم ضلع بھائی ہاں دیندار مہاجر بھائی کی وفات کا صدمہ ہے اللہ تعالیٰ اس کے مراتب جنت الفردوس میں بلند کرے اور اس کی اولاد کا خاص طور پر متکفل ہو۔ مرحوم کی دو لڑکیاں تو بالغہ ہیں ایک کی شادی بھی ہو چکی ہے مگر پانچ بچے (تین لڑکیاں دو لڑکے) بہت چھوٹے ہیں ان کی یتیمی قابل رحم ہے یہ حالات میں نے مرحوم کو اپنا عزیز و مکرم بھائی سمجھ کر لکھے ہیں کسی مؤلفۃ القلوب کی مد میں شامل کر کے۔ کیونکہ میرا عقیدہ ہے کہ اس سلسلہ میں بڑے بڑے دولتمند اور صاحبان جاہ و جلال داخل ہونگے لیکن اکثر ان لوگوں کی گرد